قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ ۚ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ۗ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ (آل عمران: 74)
روزنامہ
الفضل
لندن
مدیر: ابو سعید
Online Edition
منگل 09 مارچ 2021ء | 24 رجب 1442 ہجری قمری | جلد: 3 | شمارہ: 58

فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

شرکِ خفی سے بچو

حضرت جندبؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص محض شہرت کی خاطر کوئی کام کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو اس رنگ میں شہرت دے گا کہ آخر کار اس کے عیب لوگوں پر ظاہر ہو جائیں گے۔ ان میں وہ رسوا اور بدنام ہو جائے گا۔ اور جو شخص ریا کاری سے کام لے گا اللہ تعالیٰ اس کی ریا کاری سب پر ظاہر کر دے گا۔

(بخاری کتاب الرقاق باب الریاء و السمعة)

حضرت محمود بن لبیدؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ باہر نکل کر فرمایا کہ اے لوگو! شرکِ خفی سے بچو۔ صحابہؓ نے عرض کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم شرکِ خفی کیا ہے؟ آپؐ نے فرمایا: ایک شخص سنوار کر نماز پڑھتا اور اس کی خواہش و کوشش یہ ہوتی ہے کہ لوگ مجھے اس طرح نماز پڑھتے دیکھیں اور بزرگ سمجھیں، یہی دکھاوے کی خواہش شرکِ خفی ہے۔

(الترغیب و الترھیب، کتاب الاخلاص، الترغیب فی الاخلاص و الصدق و النیة الصالحة، صفحہ ۴، حدیث نمبر ۴۵)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحات قلم

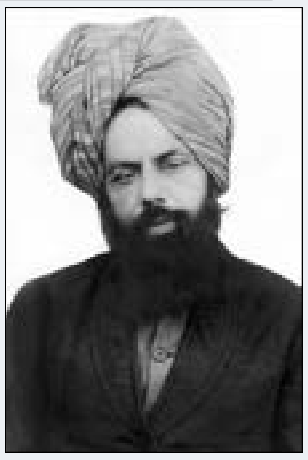

ریا کاری ہلاک کر دیتی ہے

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’ریا کاری ایک بہت بڑا گند ہے جو انسان کو ہلاک کر دیتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ریا کار انسان فرعون سے بھی بڑھ کر شقی اور بد بخت ہوتا ہے۔ وہ خدا تعالیٰ کی عظمت اور جبروت کو نہیں چاہتے بلکہ اپنی عزت اور عظمت منوانا چاہتے ہیں۔ لیکن جن کو خدا پسند کرتا ہے وہ طبعاً اس سے متنفر ہوتے ہیں۔ ان کی ہمت اور کوشش اسی ایک امر میں صرف ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عظمت اور اس کا جلال ظاہر ہو اور دنیا اس سے واقف ہو۔ وہ ایسی حالت میں ہوتے ہیں اور پسند کرتے ہیں کہ دنیا ان کو نہ پہچان سکے، مگر ممکن نہیں ہوتا کہ دنیا ان کو چھوڑ سکے کیونکہ وہ دنیا کے فائدہ کے لیے آتے ہیں۔ ان لوگوں کے جو دشمن اور مخالف ہوتے ہیں ان سے بھی ایک فائدہ پہنچتا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کے نشانات ان کے سبب سے ظاہر ہوتے ہیں۔ اور حقائق و معارف کھلتے ہیں۔ ان کی چھیڑ چھاڑ سے عجیب عجیب انوار ظاہر ہوتے ہیں۔ اگر ابوجہل وغیرہ نہ ہوتے تو قرآن شریف کے تیس سیپارے کیونکر ہوتے؟ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی سی فطرت والے ہی اگر سب ہوتے تو ایک دم میں وہ مسلمان ہو جاتے۔ ان کی کسی نشان اور معجزہ کی حاجت ہی نہ ہوتی۔ پس ہم ان مخالفوں کے وجود کو بھی بے مطلب نہیں سمجھتے۔ ان کی چھیڑ چھاڑ اللہ تعالیٰ کو غیرت دلاتی ہے اور اسکی نصرت اور تائیدات کے نشانات ظاہر ہوتے ہیں۔ غرض خدا تعالیٰ کے ماموروں کا یہ خاص نشان ہوتا ہے کہ وہ اپنی پرستش کرانا نہیں چاہتے۔ جس طرح پر وہ لوگ جو پیر بننے کے خواہشمند ہیں چاہتے ہیں۔ اگر کوئی شخص اپنی پوجا کرائے تو کیا وجہ ہے کہ دوسرے انسان کے بچے اس پوجا کے مستحق نہ ہوں۔ میں سچ کہتا ہوں کہ ایک مرید اس مرشد سے ہزار درجہ اچھا ہے جو مکر کی گدی پر بیٹھا ہوا ہو کیونکہ مرید کے اپنے دل میں کھوٹ اور دغا نہیں ہے۔ خدا تعالیٰ اخلاص کو چاہتا ہے۔ ریا کاری پسند نہیں کرتا ہے۔‘‘

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ نمبر 8 ایڈیشن 1988)

ارشاد باری تعالیٰ

لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَفْرَحُوْنَ بِمَآ اَتَوْا وَّيُحِبُّوْنَ اَنْ يُّحْمَدُوْا بِمَا لَمْ يَفْعَلُوْا فَلَا تَحْسَبَنَّهُمْ بِمَفَازَةٍ مِّنَ الْعَذَابِ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ

(آل عمران: 189)

ترجمہ:۔ تُو اُن لوگوں کے متعلق جو اپنی کارستانیوں پر خوش ہو رہے ہیں اور پسند کرتے ہیں کہ اُن کی اُن کاموں میں بھی تعریف کی جائے جو انہوں نے نہیں کئے (ہاں) ہر گز اُن کے متعلق گمان نہ کر کہ وہ عذاب سے بچ سکیں گے جبکہ اُن کے لئے دردناک عذاب (مقدر) ہے۔

فرمان خلیفہ وقت

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

ان شرائط (بیعت) کو پڑھ کر اور آپ علیہ السلام کی کتب اور ملفوظات کو پڑھ کر، سُن کر اور ان پر غور کر کے ہی پتہ چلتا ہے کہ آپ ہمارے اندر اسلام کی حقیقی تعلیم داخل کر کے، ہماری اعتقادی اور عملی اصلاح کر کے ہم میں انقلابی تبدیلیاں پیدا کرنا چاہتے تھے۔ کیونکہ اس کے بغیر وہ عظیم مقصد حاصل نہیں کیا جا سکتا جو آپ کی بعثت کا مقصد تھا، جو زمانے کی اہم ضرورت تھی اور ہے۔ جس سے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہو سکتا ہے۔

آپؑ ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

’’اس سلسلہ سے خدا تعالیٰ نے یہی چاہا ہے اور اُس نے مجھ پر ظاہر کیا ہے کہ تقویٰ کم ہو گیا ہے۔ بعض تو کھلے طور پر بے حیائیوں میں گرفتار ہیں اور فسق و فجور کی زندگی بسر کرتے ہیں اور بعض ایسے ہیں جو ایک قسم کی ناپاکی کی ملونی اپنے اعمال کے ساتھ رکھتے ہیں۔ مگر انہیں نہیں معلوم کہ اگر اچھے کھانے میں تھوڑا سا زہر پڑ جاوے تو وہ سارا زہریلا ہو جاتا ہے۔ اور بعض ایسے ہیں جو چھوٹے چھوٹے (گناہ) ریا کاری وغیرہ جن کی شاخیں باریک ہوتی ہیں اُن میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔‘‘

’’اگرچہ ظاہری طور پر ہر انسان سمجھتا ہے کہ یہ بڑے دیندار ہیں لیکن عُجب اور ریا اور باریک باریک معاصی میں مبتلا ہیں جو کہ عارفانہ خوردبین سے نظر آتے ہیں‘‘۔

فرماتے ہیں کہ: ’’اب اللہ تعالیٰ نے یہ ارادہ کیا ہے کہ دنیا کو تقویٰ اور طہارت کی زندگی کا نمونہ دکھائے۔ اسی غرض کے لیے اس نے یہ سلسلہ قائم کیا ہے۔ وہ تطہیر چاہتا ہے اور ایک پاک جماعت بنانا اس کا منشاء ہے‘‘۔

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 83۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

پس اللہ تعالیٰ نے جو یہ جماعت قائم فرمائی تو وہ اس میں شامل ہونے والوں کو خاص طور پر پاک کرنا چاہتا ہے تا کہ پاک جماعت کا قیام ہو اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہم میں سے ہر ایک سے یہ چاہتے ہیں کہ یہ عارفانہ خوردبین ہم لگائیں۔ اس سے ہم

بقیہ صفحہ 4 پر

اس شمارہ میں

- جدھر دیکھو ابر گنہ چھا رہا ہے (منظوم)
- مجلس انصار اللہ کے سالانہ اجتماع کے موقع پر افتتاحی خطاب
- حاصل مطالعہ
- کیا پر اسرار اہراموں کی تعمیر ’’خلائی مخلوق‘‘ کا کارنامہ تھا؟

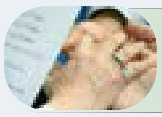

دربارِ خلافت

چند قرآنی دعائیں

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:۔

اب جیسا کہ میں نے کہا تھا کہ میں آج متفرق دعائیں آپ کے سامنے رکھوں گا، چند دعائیں پیش کرتا ہوں۔ جو سب سے پہلی دعا میں نے لی ہے وہ نیک اعمال بجالانے کی توفیق حاصل کرنے اور اللہ تعالیٰ کا شکر گزار ہونے کی دعا ہے۔ رَبِّ اَوۡزِعۡنِیۡۤ اَنۡ اَشۡکُرَ نِعۡمَتَکَ الَّتِیۡۤ اَنۡعَمۡتَ عَلَیَّ وَعَلٰی وَالِدَیَّ وَاَنۡ اَعۡمَلَ صَالِحًا تَرۡضٰٮہُ وَاَدۡخِلۡنِیۡ بِرَحۡمَتِکَ فِیۡ عِبَادِکَ الصّٰلِحِیۡنَ (سورۃ النّمل: 20) اے میرے رب! مجھے توفیق بخش کہ میں تیری نعمت کا شکر ادا کروں جو تو نے مجھ پر کی اور میرے ماں باپ پر کی اور ایسے نیک اعمال بجالاؤں جو تجھے پسند ہوں اور تو مجھے اپنی رحمت سے اپنے نیکوکار بندوں میں داخل کر۔

انسان نیکیوں کی توفیق بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہی پا سکتا ہے، اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شکر بھی اس کی دی ہوئی توفیق سے ہی ملتا ہے۔ جن لوگوں کو دعاؤں کا فہم و ادراک نہیں، جن لوگوں کو خدا کی قدرتوں کا صحیح فہم نہیں وہ اگر کوئی کامیابی حاصل کر لیں تو وہ اس کو اپنی صلاحیتوں پر محمول کرتے ہیں، اپنے ہنر یا اپنی کوشش یا اپنے علم کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ لیکن ایک نیک بندہ ہمیشہ ہر انعام پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہے کہ اے اللہ یہ تیرا فضل ہے جس کی وجہ سے مجھے انعام ملا ہے اور اس پر میں تیرا شکر گزار ہوں اور اس شکر گزاری کے اظہار کے طور پر مزید تیرے آگے جھکتا ہوں، تو مجھے توفیق دے کہ ہمیشہ تیرا شکر گزار رہوں اور کبھی میرے سے کوئی ایسا فعل سرزد نہ ہو جو تجھے پسند نہ ہو۔ میرا شمار ہمیشہ نیکوکار لوگوں میں ہو، نیک کام کرنیوالے لوگوں میں ہو، ایسے احمدیوں میں ہو جن کے بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ ان کو دیکھ کر دوسروں کو خدا یاد آ جائے۔ دوسروں کو بھی توجہ پیدا ہو کہ نیکیاں کمانے کیلئے، خدا کا قرب حاصل کرنے کیلئے وہ نمونے حاصل کرنے چاہئیں، وہ طریق اختیار کرنے چاہئیں جو ایسے احمدی کے ہیں جن کو دیکھ کر لوگوں کو خدا یاد آ تا ہے۔ ایک احمدی پر اللہ تعالیٰ کا ایک بہت بڑا احسان اور انعام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کی تصدیق کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت میں شامل ہونا بھی ہے اور پھر آپ کی جماعت میں شامل ہو کر ہمیں اللہ تعالیٰ نے اس انعام سے بھی نوازا ہے جس کا گزشتہ پندرہ سو سال سے مسلمان انتظار کر رہے ہیں اور

بقیہ صفحہ 7 پر

آج کی دعا

اَللّٰھُمَّ، مُنۡزِلَ الۡکِتَابِ، وَمُجۡرِیَ السَّحَابِ، وَھَازِمَ الۡاَحۡزَابِ، اِھۡزِمۡھُمۡ، وَانۡصُرۡنَا عَلَیۡھِمۡ

(صحیح مسلم کتاب الجہادِ والسّیر حدیث 4542)

ترجمہ: اے اللہ! کتاب کو اتارنے والے، بادلوں کو چلانے والے اور لشکروں کو شکست دینے والے! انہیں شکست دے اور ہمیں ان پر نصرت عطا فرما۔

یہ سید ومولیٰ پیارے نبی حضرت محمد ﷺ کی جنگ کے موقع پر دعائے مدد و نصرت ہے۔

حضرت عبد اللہ بن ابی اوفیٰؓ نے عمر بن عبید اللہ کو اس وقت خط لکھا، جب انہوں نے (جہاد کی غرض سے حروریہ کی طرف کوچ کیا۔ آپ نے یہ بتانے کے لیے خط لکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے بعض ایام (جنگ) میں، جن میں آپ کا دشمن سے مقابلہ ہوتا، انتظار کرتے، یہاں تک کہ جب سورج ڈھل جاتا، آپ ان (ساتھیوں) کے درمیان کھڑے ہوتے اور فرماتے:

''لوگو! دشمن سے مقابلے کی تمنا مت کرو اور اللہ سے عافیت مانگو، (لیکن) جب تم کو ان کا سامنا کرنا ہی پڑ جائے تو صبر کرو اور جان رکھو کہ جنت تلواروں کے سائے کے نیچے ہے۔''

پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے اور فرمایا:

اَللّٰھُمَّ، مُنۡزِلَ الۡکِتَابِ، وَمُجۡرِیَ السَّحَابِ، وَھَازِمَ الۡاَحۡزَابِ، اِھۡزِمۡھُمۡ، وَانۡصُرۡنَا عَلَیۡھِمۡ

مرسلہ: مریم رحمٰن

جدھر دیکھو ابر گنہ چھا رہا ہے

جدھر دیکھو ابر گنہ چھا رہا ہے
گناہوں میں چھوٹا بڑا مبتلا ہے
مرے دوستو شرک کو چھوڑ دو تم
کہ یہ سب بلاؤں سے بڑھ کر بلا ہے
یہ دم غنیمت ہے کوئی کام کر لو
کہ اس زندگی کا بھروسہ ہی کیا ہے
محمدؐ پہ ہو جان قرباں ہماری
کہ وہ کوئے دلدار کا رہنما ہے
غضب ہے کہ یوں شرک دنیا میں پھیلے
مرا سینہ جلتا ہے دل پھُنک رہا ہے
خدا کے لیے مرد میداں بنو تم
کہ اسلام چاروں طرف سے گھرا ہے
تم اب بھی نہ آگے بڑھو تو غضب ہے
کہ دشمن ہے بے کس، تمہارا خدا ہے
بجا لاؤ احکام احمدؐ خدارا
ذرا سی بھی گر تم میں بوئے وفا ہے
صداقت کو اب بھی نہ جانا تو پھر کب
کہ موجود اک ہم میں مرد خدا ہے
تیری عقل کو قوم کیا ہو گیا ہے
اسی کی ہے بدخواہ جو رہنما ہے
وہ اسلام دنیا کا تھا جو محافظ
وہ خود آج محتاج امداد کا ہے
بپا کیوں ہوا ہے یہ طوفاں یکا یک
بتاؤ تو اس بات کی وجہ کیا ہے
یہی ہے کہ گمراہ تم ہو گئے ہو
نہ پہلا سا علم اور نہ وہ اتقا ہے
اگر رہنما اب بھی کوئی نہ آئے
تو سمجھو کہ وقت آخری آ گیا ہے
ہمیں ہے اسی وقت ہادی کی حاجت
یہی وقت اک رہنما چاہتا ہے
یہ ہے دوسری بات مانو نہ مانو
مگر حق تو یہ ہے کہ وہ آ گیا ہے
اٹھو اس کی امداد کے واسطے تم
حمیّت کا یارو یہی مقتضا ہے
اٹھو دیکھو اسلام کے دن پھرے ہیں
کہ نائب محمدؐ کا پیدا ہوا ہے
محبت سے کہتا ہے وہ تم کو ہر دم
اٹھو سونے والو کہ وقت آ گیا ہے
دم و خم اگر ہو کسی کو تو آئے
وہ میداں میں ہر اک کو للکارتا ہے
ہر اک دشمن دیں کو ہے وہ بلاتا
کہ آؤ اگر تم میں کچھ بھی حیا ہے
مقابل میں اس کے اگر کوئی آئے
نہ آگے بچے گا نہ اب تک بچا ہے
مسیحا و مہدی دوران آخر
وہ جس کے تھے تم منتظر آ گیا ہے

کلام محمود

تبرکات حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے رضی اللہ عنہ

مجلس انصار اللہ کے سالانہ اجتماع کے موقع پر افتتاحی خطاب

اَشۡھَدُ اَنۡ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحۡدَہٗ لَاشَرِیۡکَ لَہٗ وَ اَشۡھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبۡدُہٗ وَرَسُوۡلُہٗ۔

برادرانِ کرام!

اَلسَّلَامُ عَلَیۡکُمۡ وَرَحۡمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

انصار اللہ مرکزیہ کے سالانہ اجتماع کے لئے مجھ سے خواہش کی گئی ہے کہ میں اس مبارک موقع پر حاضرین سے افتتاحیہ خطاب کروں۔ ایسی تقریب میں افتتاحیہ خطاب ایک بڑی اہم چیز ہے اور میں اپنے اندر اس کی اہلیت نہیں پاتا۔ یہ مقام صرف امام کا ہے یا امام کے مقرر کردہ نائب کا۔ مگر شرکتِ ثواب کی غرض سے ایک نہایت مختصر سا مقالہ اپنے بھائیوں کی خدمت میں پیش کر رہا ہوں۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے اور مجھے اور آپ سب کو اس کے اچھے حصوں پر عمل کرنے کی توفیق دے۔ آمین

اس موقع پر انصار اللہ کے اجتماع کے لئے کسی پیغام کا انتخاب کرنا کوئی مشکل کام نہیں ہے۔ کیونکہ یہ پیغام بصورتِ احسن انصار اللہ کے لفظ میں مرکوز ہے جس کے معنی خدائی خدمت گار کے ہیں۔ قرآن مجید نے انصار اللہ کی اصطلاح اولاً حضرت مسیح ناصریؑ کے مشن کے تعلق میں استعمال کی ہے۔ جہاں یہ ذکر آتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے مَنۡ اَنۡصَارِیۡۤ اِلَی اللّٰہِ (الصّف:15) کہہ کر اپنے حواریوں سے اپنے خداداد مشن میں مددگار بننے کا مطالبہ کیا۔ اور اس کے جواب میں حواریوں نے عرض کیا نَحۡنُ اَنۡصَارُ اللّٰہِ (الصّف:15) یعنی اے خدا کے مسیح! ہم خدا کے کام میں آپ کے معاون و مددگار بننے کا وعدہ کرتے ہیں۔

اس کے بعد کی تاریخ سے ثابت ہے کہ گو بعض حواریوں سے کچھ کمزوریاں اور فروگزاشتیں بھی ہوئیں مگر انہوں نے بحیثیتِ مجموعی خدا کے رستہ میں تکلیفوں اور مصیبتوں اور صعوبتوں کو برداشت کرنے اور اپنی سمجھ اور طاقت کے مطابق حضرت مسیح ناصری کے پیغام کو دنیا تک پہنچانے میں بڑی جانفشانی اور بڑے صبر و استقلال اور قربانی سے کام لیا۔ بلکہ وہ اپنے تبلیغی جوش میں اور بعض بعد میں آنے والے لوگوں کی غلط تشریحات کے نتیجہ میں حضرت مسیح ناصریؑ کے منشاء سے بھی آگے نکل گئے۔ کیونکہ گو مسیح کا مشن صرف بنی اسرائیل کی کھوئی ہوئی بھیڑوں تک محدود تھا مگر مسیحی مشنری اس حد بندی کو توڑ کر دوسری قوموں تک بھی جا پہنچے اور اس تجاوز میں خطرناک ٹھوکر کھائی۔

مگر اس کے مقابل پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مشن ساری قوموں اور سارے ملکوں اور سارے زمانوں تک وسیع ہے۔ اور پھر محمدی نیابت کی وجہ سے آپ کا مقام بھی مسیح ناصری کی نسبت زیادہ بلند اور زیادہ ارفع ہے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعودؑ خود فرماتے ہیں کہ:

ابنِ مریم کے ذکر کو چھوڑو
اس سے بہتر غلامِ احمدؐ ہے

پس ایک طرف میدانِ عمل کی غیر معمولی وسعت اور دوسری طرف حضرت مسیح موعودؑ کے پیغام کی غیر معمولی رفعت آپ صاحبان سے غیر معمولی جدو جہد اور غیر معمولی قربانی کا مطالبہ کرتی ہے۔ یاد رکھو کہ محض انصار اللہ کہلانے سے کچھ نہیں بنتا۔ اللہ تعالیٰ دلوں کو دیکھتا ہے اور اپنے بندوں کو ان کے دل کے تقویٰ اور ان کے اعمال کے پیمانے سے ناپتا ہے۔ آپ کی

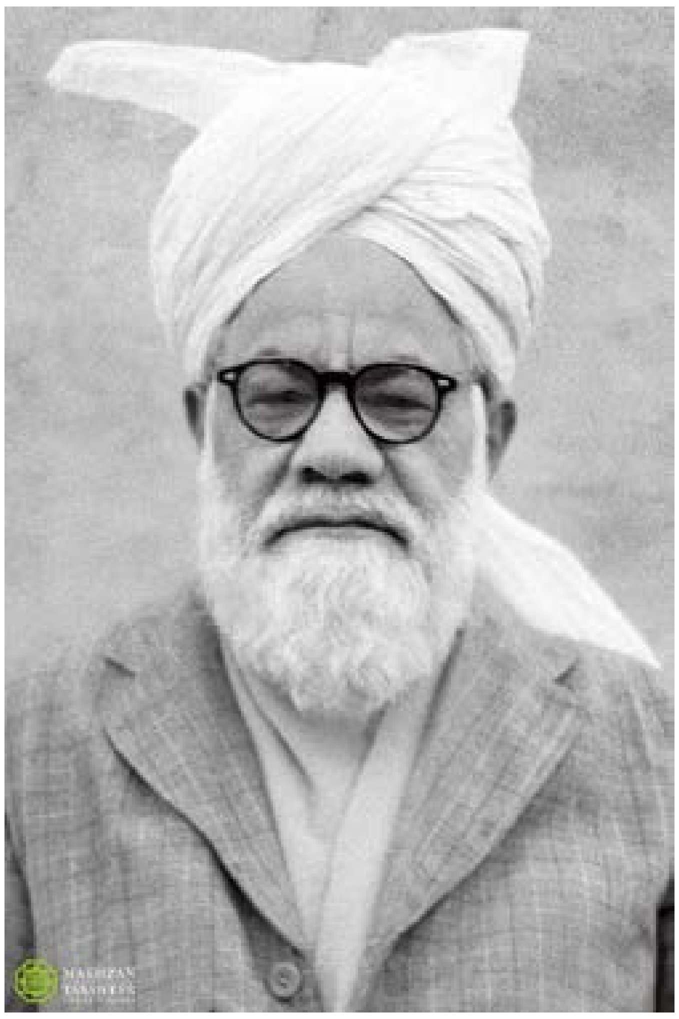

منزل ابھی دور ہے، بہت دور۔ پس اپنے قدموں کو تیز کرو بہت تیز بلکہ پرواز کے پر پیدا کرو کیونکہ یہ ہوائی اُڑان کا زمانہ ہے اور حضرت مسیح موعودؑ کو حضور کے ایک کشف میں ہوا میں اڑنے کا نظارہ بھی دکھایا گیا تھا۔ جس میں یہی اشارہ تھا کہ جماعت کو اپنی منزل تک پہنچنے کے لئے بڑی تیز رفتاری کے ساتھ ہوا میں اڑنا ہوگا۔

پھر آپ لوگ جانتے ہیں کہ اس وقت جماعت کا امام جس نے سینکڑوں کٹھن منزلوں اور خاردار جھاڑیوں میں سے جماعت کو کامیابی کے ساتھ گزارا ہے اور اس وقت تک خدا کے فضل سے ہمارے امام کی قیادت میں جماعت کا ہر قدم ترقی کی طرف اٹھتا چلا آیا ہے وہ اب ایک لمبے عرصہ سے بستر علالت میں پڑا ہے۔ اور آپ لوگ اس وقت حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ کے روح پرور خطبات اور آپ کی زندگی بخش ہدایات اور اپنے روزمرہ کے کاموں میں آپ کے زرّیں ارشادات سے بڑی حد تک محروم ہیں اور حضور کی یہ بیماری بشری لوازمات کا ایک طبعی خاصہ ہے۔ مگر اس حالت میں آپ لوگوں پر یہ بھاری فرض عائد ہوتا ہے کہ جس طرح باپ کی بیماری میں فرض شناس بچے اپنے کاموں میں زیادہ بیدار اور زیادہ چوکس ہوکر لگ جاتے ہیں۔ اسی طرح آپ بھی اس وقت کے نازک حالات میں اپنے غیر معمولی فرض کو پہچانیں اور اپنے عمل سے ثابت کر دیں کہ امام کی بیماری میں آپ کا قدم سست نہیں ہوا بلکہ تیز سے تیز تر ہوگیا ہے۔ اور اس کے ساتھ ہی حضرت خلیفۃ المسیح کی صحت اور شفایابی اور حضور کی فعال زندگی کی بحالی کے لئے بھی بیش از پیش دعائیں کریں تا ہمارا یہ امتحان جلد ختم ہو اور یہ خدائی برات اپنے دولہا کے ساتھ تیز قدم اٹھاتے ہوئے آگے بڑھتی چلی جائے۔

علاوہ ازیں ان ایام میں آپ لوگوں کو جماعت کے اتحاد کا بھی خاص بلکہ خاص الخاص خیال رکھنا چاہئے۔ قرآن مجید نے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کو بنیانِ مرصوص کے امتیازی نام سے یاد کیا ہے۔ اور بنیانِ مرصوص وہ ہوتی ہے جو آپس میں اس طرح پیوست ہو کہ کوئی چیز اس میں رخنہ نہ پیدا کر سکے اور یہ بات قربانی کی روح کے بغیر ہرگز حاصل نہیں ہوسکتی۔ اگر ہر شخص کو یہ خیال ہو کہ ہر حال میں میری ہی بات مانی جائے اور میری ہی رائے کو قبول کیا جائے تو یہ بدترین قسم کا تکبر ہے جو جماعت کے اتحاد کو تباہ کر کے رکھ دیتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جو یہ فرمایا ہے کہ ''سچے ہوکر جھوٹوں کی طرح تذلل اختیار کرو'' اس میں یہی نکتہ مدّنظر ہے کہ بعض اوقات انسان کو اتحاد کی خاطر اپنے آپ کو حق پر سمجھتے ہوئے بھی اپنی رائے کو چھوڑنا پڑتا ہے۔ دوستوں کو چاہئے کہ اس نکتہ کو ہمیشہ یاد رکھیں۔

جہاد فی سبیل اللہ کے تعلق میں آپ کا کام دو میدانوں سے تعلق رکھتا ہے۔ ایک میدان تبلیغ کا میدان ہے یعنی غیر مسلموں تک اسلام کا پیغام پہنچانا اور اپنے مسلمان بھائیوں کے دلوں سے احمدیت کے متعلق غلط فہمیوں کو دور کرنا۔ یہ ایک بڑا نازک اور اہم کام ہے جس کے لئے آپ صاحبان کو خاص توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ بے اصول لوگوں نے اسلام اور احمدیت کے متعلق غلط فہمیوں کا ایک وسیع جال پھیلا رکھا ہے۔ اس جال کے کانٹوں کو اپنے رستہ سے ہٹانا آپ لوگوں کا فرض ہے مگر اس تعلق میں اس قرآنی آیت کو کبھی نہیں بھولنا چاہئے کہ:

اُدۡعُ اِلٰی سَبِیۡلِ رَبِّکَ بِالۡحِکۡمَۃِ وَ الۡمَوۡعِظَۃِ الۡحَسَنَۃِ وَ جَادِلۡھُمۡ بِالَّتِیۡ ھِیَ اَحۡسَنُ

(النحل:126)

''یعنی لوگوں کو نیکی کے رستہ کی طرف محبت اور حکمت اور نصیحت کے رنگ میں بلاؤ اور ایسا طریق اختیار نہ کرو جس سے دوسروں کے دل میں نفرت اور دوری کے خیالات پیدا ہوں۔''

بلکہ اپنے اندر ایک ایسے روحانی مقناطیس کی صفت پیدا کرو جس سے سعید لوگ خود بخود آپ کی طرف کھچے چلے آئیں۔

دوسرا میدان تربیت سے تعلق رکھتا ہے۔ یعنی اپنے آپ کو اور اپنے دوستوں کو اور سب سے بڑھ کر اپنے اہل و عیال کو اسلام اور احمدیت کی دلکش تعلیم پر قائم کرنا یہ بھی ایک بہت بڑا کام ہے۔ بلکہ بعض لحاظ سے تبلیغ سے بھی زیادہ نازک اور اہم ہے۔ جماعت جوں جوں تعداد میں بڑھتی جاتی ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانے سے بُعد ہوتا جاتا ہے اس کام کی اہمیت بھی بہت بڑھتی جاتی ہے۔ آپ لوگوں کو عہد کرنا چاہئے کہ آپ پوری توجہ کے ساتھ اس بات کی کوشش کریں گے کہ اپنی عورتوں کو خلافِ شریعت رسموں سے باز رکھیں اور اپنی اولاد کو نیکی کے رستہ پر چلائیں۔ اور اپنے بچوں میں سے کم از کم ایک بچہ کو علم اور عمل میں اپنے سے بہتر بنانے اور اپنے پیچھے بہتر حالت میں چھوڑنے کی تدبیر کریں۔ ہمارے سامنے یہ تلخ حقیقت موجود ہے کہ جماعت میں بعض اعلیٰ پائے کے اصحاب جو علم و فضل میں بہت اعلیٰ مقام رکھتے تھے وہ جب فوت ہوئے تو ان کے ساتھ ہی ان کا علمی اور روحانی ورثہ بھی ختم ہوگیا۔ ترقی کرنے والی جماعتوں کے لئے یہ صورتِ حال بڑی تشویشناک ہے۔ پس انصار اللہ کو چاہئے کہ اس بات کا محاسبہ کرتے رہیں اور مسلسل نگرانی رکھیں کہ ان کے پیچھے ان کی اولاد میں دین کا ورثہ ضائع نہ ہو۔ یہ وہ بات ہے جس کا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بھی اپنی اولاد کے متعلق بے حد خیال تھا۔ چنانچہ آپ اپنی ایک نظم میں اپنے بچوں کے متعلق فرماتے ہیں:

یہ ہو میں دیکھ لوں تقویٰ سبھی کا
جب آوے وقت میری واپسی کا

اس دھوکے میں نہیں رہنا چاہئے کہ چونکہ ہم خود نیک اور دین دار ہیں اس لئے ہماری اولاد بھی لازماً نیک ہوگی۔ قرآن مجید فرماتا ہے:

یُخۡرِجُ الۡحَیَّ مِنَ الۡمَیِّتِ وَیُخۡرِجُ الۡمَیِّتَ مِنَ الۡحَیِّ

(یونس:32)

"یعنی خدا کا یہ قانون ہے کہ مُردہ لوگوں میں سے زندہ لوگ پیدا ہو جاتے ہیں اور زندہ لوگوں کے گھر مُردہ بچے جنم لے لیتے ہیں۔"

چنانچہ حضرت سلیمانؑ کے متعلق خدا فرماتا ہے کہ:

اَلْقَیْنَا عَلٰی کُرْسِیِّهٖ جَسَدًا

(ص:35)

"یعنی جب سلیمان جو خدا کا ایک عظیم الشان نبی تھا فوت ہوا تو اس کے تخت پر ایک گوشت کا لوتھڑا تھا۔ انسان نہیں تھا۔"

پس یہ مقام خوف ہے اور اس کی طرف انصار اللہ کو خاص توجہ دینی چاہئے۔ دوستو اور عزیزو اپنے گھروں میں علم اور دین اور تقویٰ کی شمع روشن رکھو تا ایسا نہ ہو کہ آپ کے بعد یہ روشنی ختم ہو جائے اور صرف اندھیرا ہی اندھیرا رہ جائے۔ مجھے اس وقت حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ کا یہ دردناک شعر یاد آ رہا ہے کہ:

ہم تو جس طرح بنے کام کیے جاتے ہیں
آپ کے وقت میں یہ سلسلہ بدنام نہ ہو

اسلام آپ کو دنیوی تعلیم حاصل کرنے اور دنیا کے میدان میں ترقی کی کوشش کرنے سے نہیں روکتا۔ چنانچہ قرآن خود یہ دعا سکھاتا ہے کہ:

رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّ فِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّ قِنَا عَذَابَ النَّارِ

(البقرۃ:202)

"یعنی اے ہمارے خدا تو ہمیں دنیا کی نعمتوں سے بھی حصہ دے اور دین کی نعمتوں سے بھی حصہ دے اور ہمیں اس عذاب سے بچا کہ ہم دوسروں کی ترقی دیکھ کر حسد کی آگ میں جلتے رہیں۔"

پس اسلام دنیا کی نعمتیں حاصل کرنے سے ہرگز نہیں روکتا۔ مگر اسلام یہ حکم ضرور دیتا ہے کہ جہاں دین اور دنیا میں ٹکراؤ ہو جائے وہاں دین کے پہلو کو مقدم کرو۔ اسی لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام بیعت کے عہد میں یہ اقرار لیا کرتے تھے کہ "میں دین کو دنیا پر مقدم کروں گا"۔ اور فرمایا کرتے تھے کہ ایک سچے مومن کا یہی مقام ہے کہ دست با کار و دل بایار۔ کاش انصار اللہ اس نکتہ کو یاد رکھیں اور اسے اپنا حرزِ جان بنائیں۔ وہ بے شک دنیا کا علم حاصل کریں، دنیا کا رزق کمائیں اور اس میدان میں ترقی کریں۔ شادیاں رچائیں، اولاد پیدا کریں اور ہر قسم کی جائز تفریحات میں حصہ لیں مگر اس مرکزی نکتہ سے کبھی اِدھر اُدھر نہ ہوں کہ دین بہرحال دنیا پر مقدم رہنا چاہئے۔ اگر یہ نہیں تو ہمارا احمدیت کا دعویٰ جھوٹا ہے۔ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ اپنے مخصوص انداز میں فرمایا کرتے تھے کہ ہر نبی اور ہر مامور من اللہ کا ایک کلمہ (یعنی اس کی تعلیم کا ایک مرکزی نقطہ) ہوا کرتا ہے۔ مرزا کا کلمہ یہ ہے کہ میں دین کو دنیا پر مقدم رکھوں گا۔ حضرت خلیفہ اولؓ کا یہ قول آب زر سے لکھنے کے قابل ہے کیونکہ حضرت مسیح موعودؑ کی ساری تعلیم کا نچوڑ واقعی ان مختصر سے الفاظ میں مرکوز ہے۔ اور یقیناً اس پر عمل کرنے والے انسان کی کایا پلٹ جاتی ہے۔ آپ لوگ اس پر مضبوطی سے قائم ہو جائیں پھر سب خیر ہے۔

ایک ضمنی مگر ضروری بات میں آپ صاحبان سے پردہ کے متعلق بھی کہنا چاہتا ہوں خواہ یہ انصار اللہ کے اجتماع کے لحاظ سے کچھ بے موقعہ ہی معلوم ہو۔ میں نے گزشتہ ایام میں لاہور کے قیام میں دیکھا ہے اور دوسرے شہروں کے متعلق سنا ہے کہ احمدی نوجوانوں کا ایک طبقہ دوسرے مسلمانوں کی ریس میں پردہ کے معاملہ میں کمزوری دکھا رہا ہے۔ یہ ایک خطرناک رجحان ہے جس کی طرف جماعت کو بہت توجہ دینی چاہئے۔ حضرت مسیح موعودؑ کے متعلق خدا تعالیٰ کا یہ فرمان ہے کہ:

یُحیِ الدِّیْنَ وَ یُقِیْمُ الشَّرِیْعَۃَ

(تذکرہ صفحہ 55 ایڈیشن چہارم)

"یعنی محمدی مسیح دین کو زندہ کرے گا اور شریعت کو قائم کرے گا۔"

پھر اگر احمدی نوجوان اس معاملہ میں کمزوری دکھائیں اور شریعت کے احکام کو پس پشت ڈالیں تو کتنے افسوس کی بات ہے۔ میں یہ بات انصار اللہ سے اس لئے کہتا ہوں کہ جماعت کے نوجوانوں (لڑکوں اور لڑکیوں) کی باگ ڈور زیادہ تر انہی کے ہاتھ میں ہے۔ انہیں اس معاملہ میں اپنے بچوں کو بار بار سمجھانا چاہئے اور جس طرح ایک چوکس چرواہا اپنی بھیڑوں کو گھیر گھیر کر احاطہ کے اندر رکھتا ہے اسی طرح انصار اللہ کا فرض ہے کہ جماعت کے نوجوانوں کو سمجھانے سے اور نصیحت کرنے سے اور غیرت دلانے سے اسلامی پردہ کی حدود پر قائم رکھیں۔ انہیں یہ بھی بتایا جائے کہ تمہاری اس فیشن پرستی سے جماعت بدنام ہوتی ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیم اور تنظیم پر حرف آتا ہے اور پھر اس وجہ سے تم گنہگار بھی بنتے ہو۔ اسلام ہرگز یہ نہیں کہتا کہ عورتوں کو گھروں کے اندر قیدیوں کی طرح بند رکھو۔ وہ جائز ضرورت سے باہر نکل سکتی ہیں اور تمام جائز کاموں میں حصہ لے سکتی ہیں۔ تعلیم حاصل کر سکتی ہیں، نوکری کر سکتی ہیں، سیر و سیاحت کر سکتی ہیں۔ مگر ہر حال میں پردہ کی حدود قائم رہنی ضروری ہیں۔

پردہ کے متعلق یہ بات بھی یاد رکھنی چاہئے کہ جس طرح ہر چیز کا ایک جسم ہوتا ہے اور ایک روح ہوتی ہے۔ اسی طرح پردہ کا جسم تو یہ ہے کہ اپنی قدرتی اور مصنوعی زینت کو قریبی رشتہ داروں کے سوا کسی غیر مرد پر ظاہر نہ ہونے دیا جائے۔ اور پردہ کی روح غضِّ بصر ہے یعنی غیر مردوں کے سامنے آنکھوں کو نیچا اور نیم خوابیدہ رکھنا۔ پس ان دونوں باتوں کو ملحوظ رکھنا ضروری ہے۔ بعض لوگ قرآنی آیت اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا (النور:32) کی غلط تشریح کرتے ہوئے خیال کرتے ہیں کہ عورت کا چہرہ پردہ میں شامل نہیں۔ مگر یہ ایک صریح غلطی ہے جس کی کسی قرآنی آیت یا کسی صحیح حدیث میں سند نہیں ملتی۔ عقلاً بھی ظاہر ہے کہ اگر چہرہ کا پردہ نہیں تو پھر پردہ کس چیز کا نام ہے؟ البتہ چہرہ کا وہ حصہ جو رستہ دیکھنے کے لئے ضروری ہے یعنی آنکھ، اور اسی طرح چہرہ کا وہ حصہ جو سانس لینے کے لئے ضروری ہے یعنی ناک، وہ حسب ضرورت کھلا رکھا جا سکتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ اگر عورت اپنا سر اور ماتھا اوپر کی طرف سے اور اپنے ہونٹ اور ٹھوڑی اور چہرہ کا ملحقہ حصہ نیچے کی طرف سے ڈھانک کر رکھے تو عام حالات میں منہ کا اسی قدر پردہ کافی ہے۔ اسی طرح چہرہ کا وہ حصہ جو صحت اور حفاظت وغیرہ کے خیال سے کھلا رہنا ضروری ہے کھلا رہتا ہے اور پردہ بھی ہو جاتا ہے۔ اور میں نے دیکھا ہے کہ اگر اس قسم کا پردہ صحیح طور پر کیا جائے تو عورت پہچانی نہیں جا سکتی اور پردہ کی غرض و غایت قائم رہتی ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ اس کی شکل کچھ اس طرح بتایا کرتے تھے۔ دوست اچھی طرح دیکھ کر سمجھ لیں (اس موقع پر حضرت میاں صاحب نے چہرہ کے اوپر کے حصہ پر ایک ہاتھ رکھ کر اور چہرہ کے نیچے کے حصہ پر دوسرا ہاتھ رکھ کر اور اس کی انگلیاں اوپر کی طرف اٹھا کر پردہ کی عملی صورت ظاہر فرمائی) ہاں اگر صحت اور حفاظت کے پہلو کو واجبی طور پر ملحوظ رکھتے ہوئے چہرہ کا زیادہ حصہ پردہ میں رہ سکے تو یہ بہتر ہوگا کیونکہ چہرہ بہرحال زینت کا بہترین حصہ ہے۔

میں امید کرتا ہوں کہ انصار اللہ اپنے نوجوان عزیزوں میں صحیح اسلامی پردہ رائج کرنے اور انہیں اس پردہ پر قائم رکھنے کی پوری پوری کوشش کریں گے۔ تا کہ ہماری جماعت دوسرے مسلمانوں کی خلافِ شریعت رو سے بہنے سے بچ جائے۔

بالآخر میں دعا کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ انصار اللہ کو صحیح معنی میں انصار اللہ بنائے۔ وہ دین کے سچے خادم اور جماعت کے مخلص اور فدائی کارکن بن کر رہیں اور ان کی نسلیں بھی دین کی خادم بنیں۔ اور خدا تعالیٰ انصار کے اس اجتماع کو ہر رنگ میں مبارک اور کامیاب کرے اور ان کے مشوروں میں برکت ڈالے۔ تا کہ جو دوست اس وقت یہاں جمع ہیں وہ واپس جاتے ہوئے نئی روح اور نیا ولولہ اور نئی زندگی لے کر جائیں اور جماعت کا قدم ترقی کی طرف اٹھتا چلا جائے۔ آمین یا ارحم الراحمین۔ اب ہمیں مسنون طریق پر دعا بھی کر لینی چاہئے۔

(محررہ 28 اکتوبر 1960ء)

(روزنامہ الفضل ربوہ 3 نومبر 1960ء)

بقیہ: فرمان خلیفۂ وقت...... از صفحہ 1

اپنے نفس کو دیکھیں۔ اپنے نفس کا محاسبہ کریں۔ اپنی اعتقادی غلطیوں کی جہاں اصلاح کریں وہاں ہر قسم کی چھوٹی سے چھوٹی عملی غلطیوں کی بھی اصلاح کریں۔ اپنے اعمال کی طرف بھی نظر رکھیں۔ اور یہ عارفانہ خوردبین ہی ہے جو معمولی قسم کی غلطیوں کو بڑا کر کے دکھائے گی کیونکہ خوردبین کا یہی کام ہے کہ باریک سے باریک چیز بھی بڑی کر کے دکھاتی ہے۔-----

پس اپنے گناہوں کو دیکھنے کے لئے، اپنی غلطیوں کو دیکھنے کے لئے، اپنی کمزوریوں کو دیکھنے کے لئے ہمیں وہ خوردبین استعمال کرنی پڑے گی جس سے ہم اپنے نفس کے جائزے لے سکیں۔ اسی سوچ کے ساتھ ہمیں اپنے جائزے لینے کی ضرورت ہے۔ پس ہمارا احمدی ہونے کا دعویٰ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قائم کردہ جماعت کوئی معمولی دعویٰ اور یہ معمولی جماعت نہیں ہے۔ نہ ہی ہمارا احمدی ہونے کا دعویٰ معمولی دعویٰ ہے، نہ یہ جماعت ایک معمولی جماعت ہے۔ اللہ تعالیٰ اس جماعت کے افراد کو پاک کر کے ایک پاک جماعت بنانا چاہتا ہے جس کے لئے اُس نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھیجا ہے۔ ہر احمدی کو یہ پیشِ نظر رکھنا چاہئے کہ یہ تقویٰ اور طہارت کی زندگی کے نمونے ہی ہیں جو وہ انقلابی تبدیلی پیدا کر سکتے ہیں، اور یہ انقلابی تبدیلی ہمارے اعتقاد کی اصلاح اور اعمال کی اصلاح کے ساتھ وابستہ ہے۔ صرف اعتقادی اصلاح فائدہ نہیں دے سکتی جب تک کہ اعمال کی اصلاح بھی ساتھ نہ ہو۔ جب تک ہم میں سے ہر ایک کو اپنے اعمال کی فکر نہ ہو۔

پس اس زمانے میں جب ہم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وقت سے دُور ہو رہے ہیں، ہمیں اپنے عقیدے کے ساتھ اپنے اعمال کی حفاظت کی بھی بہت زیادہ ضرورت ہے اور شدت سے ضرورت ہے۔ عقیدے کے لحاظ سے تو ہم یقیناً جنگ جیتے ہوئے ہیں لیکن اگر عقیدے کے مطابق عمل نہ ہوں اور جو تعلیم دی گئی ہے اُس کے مطابق نہ چلیں، اُس کو اپنے اوپر لاگو کرنے کی کوشش نہ ہو تو آہستہ آہستہ صرف نام رہ جاتا ہے۔ جیسا کہ مسلمانوں کی اکثریت میں ہم دیکھتے ہیں کہ غلط قسم کے کاموں میں ملوث ہیں۔ نمازوں کی اگر پڑھتے بھی ہیں تو صرف خانہ پُری ہے۔ اکثریت تو ایسی ہے جن کو نمازوں کی پرواہ بھی نہیں ہے۔

ریا کی مثال حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دی ہے۔ اب یہ اکثر کسی کو بھی نظر نہیں آئے گی۔ خود انسان کو اگر وہ حقیقت پسند بن کے اپنا جائزہ لے تو پتہ لگ جاتا ہے کہ یہ کام جو وہ کر رہا ہے یہ دنیا دکھاوے کے لئے ہے یا خدا تعالیٰ کی خاطر ہے؟ اگر انسان کو یہ پتہ ہو کہ میرا ہر عمل خدا تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے ہونا چاہئے اور ہو گا تو ہی مجھے ثواب بھی ملے گا تو تبھی وہ نیک اعمال کی طرف کوشش کرتا ہے۔ تبھی وہ اس جستجو میں رہے گا کہ میں زیادہ سے زیادہ نیک اعمال کی تلاش کروں اور اُن پر عمل کروں۔ اور جب یہ ہو گا تو پھر نہ ریا پیدا ہو گی نہ دوسری برائیاں پیدا ہوں گی۔

(خطبہ جمعہ بیان فرمودہ: 30 مارچ 2012ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

عطاء المجیب راشد امام مسجد فضل لندن

حاصل مطالعہ

قسط 4

آنکھوں کی عبادت

حضرت ابوسعید خدریؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

اپنی آنکھوں سے بھی عبادت میں حصہ لیا کرو۔صحابہؓ نے پوچھا یہ کیسے ہو؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: آنکھوں سے قرآن کو دیکھنا، اس میں غور وفکر کرنا اور اس کے عجائبات کو سمجھنا۔

(البیہقی فی شعب الایمان حدیث 2222)

ہمارا خدا، زندہ خدا ہے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’ہمارا خدا وہ خدا ہے جو اب بھی زندہ ہے جیسا کہ پہلے زندہ تھا اور اب بھی وہ بولتا ہے جیسا کہ وہ پہلے بولتا تھا اور اب بھی وہ سنتا ہے جیسا کہ پہلے سنتا تھا۔ یہ خیال خام ہے کہ اس زمانہ میں وہ سنتا تو ہے مگر بولتا نہیں بلکہ وہ سنتا ہے اور بولتا بھی ہے۔ اس کی تمام صفات ازلی ابدی ہیں۔ کوئی صفت بھی معطل نہیں اور نہ کبھی ہو گی۔ وہ مجمع ہے تمام صفاتِ کاملہ کا اور مظہر ہے تمام محامدِ حقہ کا اور سر چشمہ ہے تمام خوبیوں کا اور جامع ہے تمام طاقتوں کا اور مبداء ہے تمام فیضوں کا اور مرجع ہے ہر ایک شے کا اور مالک ہے ہر ایک ملک کا اور متصف ہے ہر ایک کمال سے اور منزّہ ہے ہر ایک عیب سے اور ضعف سے اور مخصوص ہے اس امر میں کہ زمین والے اور آسمان والے اسی کی عبادت کریں۔‘‘

(الوصیت ، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 309-310)

’’جو کچھ میری تائید میں ظاہر ہوتا ہے دراصل وہ سب آنحضرت ﷺ کے معجزات ہیں‘‘

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’اصل بات یہ ہے کہ سچا کراماتی وہی ہے جس کی کرامات کا دریا کبھی خشک نہ ہو۔سو وہ شخص ہمارے سید و مولیٰ نبی ﷺ ہیں۔ خدا تعالیٰ نے ہر ایک زمانہ میں اس کامل اور مقدس کے نشان ظاہر دکھلانے کے لئے کسی نہ کسی کو بھیجا ہے۔ دیکھو آسمان سے نشان ظاہر ہو رہے ہیں اور طرح طرح کے خوارق ظہور میں آ رہے ہیں اور ہر ایک حق کا طالب ہمارے پاس رہ کر نشانوں کو دیکھ سکتا ہے گو وہ عیسائی ہو یا یہودی یا آریہ۔ یہ سب برکات ہمارے نبی ﷺ کی ہیں۔‘‘

(کتاب البریہ، روحانی خزائن جلد 13۔صفحہ 157 حاشیہ)

نیز فرمایا:

’’کسی نبی سے اس قدر معجزات ظاہر نہیں ہوئے جس قدر ہمارے نبی ﷺ سے ... ہمارے نبی ﷺ کے معجزات اب تک ظہور میں آ رہے ہیں اور قیامت تک ظاہر ہوتے رہیں گے جو کچھ میرے تائید میں ظاہر ہوتا ہے دراصل وہ سب آنحضرت ﷺ کے معجزات ہیں۔‘‘

(تتمہ حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد 22۔صفحہ 468 تا 469)

کعبہ پر پہلی نظر

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:

میں نے جب حج کیا تو حج کے موقع پر بعض احادیث اور بزرگوں کے اقوال سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ جب پہلی دفعہ خانہ کعبہ نظر آئے تو اس وقت جو دُعا کرے قبول ہو جاتی ہے۔ میں جب حج کے لئے روانہ ہوا تو حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ نے مجھے یہ بات بتائی اور فرمایا اس کا خیال رکھنا۔ جب میں وہاں پہنچا اور میں نے خانہ کعبہ کو دیکھا تو میں نے یہی دعا کی کہ الٰہی! میری دعا تو یہ ہے کہ مجھے تو مل جائے اور جب بھی میں تجھ سے دعا کروں تو تُو اسے قبول فرما لیا کر۔ مجھے جہاں تک خیال پڑتا ہے، حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ نے بھی ایسی ہی دعا کی تھی۔ تو اہم موقعوں کو معمولی دعاؤں میں ضائع نہیں کرنا چاہئے بلکہ ہمیشہ اعلیٰ سے اعلیٰ مقاصد اپنے دل میں رکھ کے دعائیں کرنی چاہئیں تا کہ خدا تعالیٰ کے خاص فضل ہم پر نازل ہوں۔ اور نہ صرف ہم پر بلکہ ہماری اولادوں پر بھی نازل ہوں۔

(خطبات محمودؓ جلد 15 صفحہ 533)

نیکیوں میں آگے بڑھنا

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے قول وفعل سےہمیں نیکیوں میں بڑھنے اور ترقی کرنے کی تعلیم دی ہے۔ آپ فرماتے ہیں:

’’سابق بالخیرات بننا چاہئے۔ ایک ہی مقام پر ٹھہر جانا کوئی اچھی صفت نہیں ہے۔ دیکھو ٹھہرا ہوا پانی آخر گندہ ہو جاتا ہے۔ کیچڑ کی صحبت کی وجہ سے بدبودار اور بدمزہ ہو جاتا ہے۔ چلتا پانی ہمیشہ عمدہ ستھرا اور مزیدار ہوتا ہے اگرچہ اس میں بھی نیچے کیچڑ ہو مگر کیچڑ اس پر کچھ اثر نہیں کرسکتا۔ یہی حال انسان کا ہے کہ ایک ہی مقام پر ٹھہر نہیں جانا چاہئے۔ یہ حالت خطرناک ہے۔ ہر وقت قدم آگے ہی رکھنا چاہئے۔ نیکی میں ترقی کرنی چاہئے ورنہ خدا تعالیٰ انسان کی مدد نہیں کرتا اور اس طرح سے انسان بے نور ہو جاتا ہے جس کے نتیجہ میں آخر کار بعض اوقات ارتداد ہو جاتا ہے۔

اس طرح انسان اندھا ہو جاتا ہے۔ خدا تعالیٰ کی نصرت انہیں کے شامل حال ہوتی ہے جو ہمیشہ نیکی میں آگے ہی آگے قدم رکھتے ہیں۔ ایک جگہ نہیں ٹھہر جاتے اور وہی ہیں جن کا انجام بخیر ہوتا ہے۔‘‘

(ملفوظات، جلد پنجم، صفحہ 456)

چندہ دینے کی برکات

حضرت مصلح موعودؓ نے فرمایا:

’’میں نے اپنی جماعت کے لوگوں کو بارہا کہا ہے کہ جو شخص دینی لحاظ سے کمزور ہو اور وہ اگر اور نیکیوں میں حصہ نہ لے سکے اس سے چندہ ضرور لیا جائے کیونکہ جب مال خرچ کرے گا تو اس سے اس کو ایمانی طاقت حاصل ہو گی اور اس کی جرأت اور دلیری بڑھے گی اور وہ دوسری نیکیوں میں حصہ لینے لگ جائے گا‘‘

(تفسیر کبیر جلد دوم صفحہ 612)

ذکرِ الٰہی کی برکت

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ نے فرمایا ہے:

’’ذکرِ الٰہی سے قویٰ مضبوط ہو جاتے ہیں حتّٰی کہ بوڑھے جوان ہو جاتے ہیں۔۔۔ اور اس امر کا ثبوت قرآن شریف سے ہی ملتا ہے۔ حضرت زکریاؑ نے اپنی کمزوری کا ذکر کیا تو اللہ تعالیٰ نے اس کا علاج یہی بتایا ہے کہ تم ذکرِ الٰہی کرو اور تین روز تک کسی سے کلام نہ کرو۔ چنانچہ انہوں نے اس پر عمل کیا اور خدا نے جیتی جاگتی اولاد عطا فرمائی۔‘‘

(الحکم 30 ستمبر 1903ء)

ارشادات حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

’’مشکل حالات سے نکلنے کا صرف یہی ذریعہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے آگے جھکیں۔‘‘

(خطبہ جمعہ فرمودہ 10 مارچ 2017ء)

’’حصول دُنیا میں اصل غرض دین ہو اور ایسے طور پر دُنیا کو حاصل کیا جاوے کہ وہ دین کی خادم ہو‘‘

(خطبہ جمعہ فرمودہ 5 مئی 2017ء)

کیا پر اسرار اہراموں کی تعمیر ''خلائی مخلوق'' کا کارنامہ تھا؟

از منور علی شاہد (جرمنی)

گزشتہ سال اگست 2020 میں دنیا کے امیر ترین شخص ایلون مسک کی ایک ٹویٹ نے دنیا بھر میں ہلچل مچا دی تھی جس میں انہوں نے کہا تھا کہ اہرام مصر کی تعمیر میں خلائی مخلوق کا ہاتھ تھا، ایلون کی اس ٹیوٹ کے پس منظر میں سائنس دانوں کے وہ نظریات تھے جن میں ان اہراموں کی تعمیر کو غیر انسانی ہاتھوں کا کارنامہ سمجھا جاتا تھا۔ ان اہراموں کی ساخت اور طرز تعمیر کے بارے میں پڑھنے کے بعد جب عقل حیران اور پریشان رہ جاتی ہے تو ان کو دیکھنے کے بعد کیا حالت ہوگی؟ کیا چار ہزار سال قبل کا انسان اس قدر سائنسی مشینیں اور دیگر آلات رکھتا تھا کہ وہ اس دور میں انتہائی بلند و بالا عمارات کی تعمیر کر سکے؟ ایسی عمارت جس کی بلندی کا ریکارڈ صدیوں تک نہ ٹوٹ سکے، کئی کئی ٹنوں کے پتھر میلوں دور سے ڈھو کر لا سکے اور پھر ان کو تعمیر کے دوران بلندی تک پہنچا سکے؟ ایلون کی ٹویٹ کے ردعمل میں مصر کی حکومت نے شدید اور فوری ردعمل دکھایا تھا اور ان کو مصر میں آنے کی دعوت دی تھی کہ مصر آئیں اور دیکھیں اور اس دعویٰ کو دہرایا تھا کہ اہرام مصر، مصریوں نے ہی تعمیر کئے تھے اور یہ کسی خلائی مخلوق کا کارنامہ نہیں تھے۔

مصر کے پر اسرار اہراموں کی تعمیر کو کئی ہزار سال گزر چکے ہیں لیکن ان کی پر اسراریت آج بھی قائم ہے۔ اکیسویں صدی میں داخل ہونے کے بعد بھی وہ ایک معمہ بنے ہوئے ہیں، آج کی جدید ترین سائنس اہرام مصر کے حقیقت اور اس کی تعمیر کے راز کو جاننے کے لئے سر توڑ کوشش کر رہی ہے۔ گاہے بگاہے مختلف خبریں سننے اور پڑھنے کو ملتی رہتی ہیں کہ اہرام مصر بارے نئی پیش رفت ہوئی ہیں لیکن جلد ہی پتہ چلتا ہے کہ کوئی ٹھوس نتیجہ سامنے نہیں آیا اور یوں اہرام مصر آج بھی انسانی عقل، سائنس کے لئے ایک چیلنج ہیں، اہرام مصر مقبروں اور اندرونی پر اسرار سرنگوں کا ایک ناقابل یقین جال اپنے اندر سموئے ہوئے ہیں۔ ان کے بارے ہزاروں کہانیاں، افسانے گھڑے جا چکے ہیں، تحقیقی رپورٹس اور مضامین لکھے جا چکے ہیں اور فلمیں بھی بن چکی ہیں لیکن اس کے باوجود ان کی تعمیر کے بارے معمہ جوں کا توں موجود ہے۔ اہرام مصر کی انتہائی پر اسرار تعمیر اور ساخت نے ان کو دنیا کے سات عجائبات میں شامل کرا رکھا ہے جس کے باعث وہ دنیا بھر کے سیاحوں کی توجہ کا مرکز بنے ہوئے ہیں۔ لیکن اب تک جو بھی معلومات جدید تحقیق کی روشنی میں سامنے آئی ہیں اس نے سائنس دانوں اور ماہرین اثار قدیمہ کو مزید درجہ حیرت میں ڈالا ہوا ہے اور ان کی پر اسرایت میں کمی آنے کی بجائے اس میں مزید اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔ تحقیقی اداروں کی طرف سے متعدد بار یہ دعوے کئے گئے کہ وہ کچھ رازوں کھوج لگانے میں کامیاب ہو گئے ہیں لیکن پھر ان دعووں کا کچھ پتہ نہ چلا کہ کدھر گئے۔ لیکن اس کے باجود اقوام عالم اہرام مصر کی حقیقت جاننے کے لئے سر توڑ کوششیں کر رہی ہیں اور دن بدن کچھ نہ کچھ نئی معلومات مل بھی رہی ہیں تاہم حقیقت یہی ہے کہ ابھی تک ان اہراموں کی پر اسراریت جوں کی توں موجود ہے۔ یاد رہے کہ مصر شمالی افریقہ کا ایک ملک ہے، اس کی تہذیب دنیا کی قدیم ترین تہذیبوں میں سرفہرست ہے جو دریائے نیل کے کنارے آباد تھی، ان کے بارے بتایا جاتا ہے کہ یہ 3500 قبل مسیح کا ایک معاشرہ تھا۔ اس کی ابتداء دریائے نیل کے کنارے سے ہوئی جہاں انسانوں نے گروہوں کی شکل میں رہنا شروع کیا اور وہاں کاشتکاری شروع کر دی تھی اور وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ وہیں سے قدیم مصری تہذیب نے جنم لیا تھا۔ اس وقت اہراموں کی کل تعداد 138 بتائی جاتی ہے۔ اور ان میں سب سے مشہور گیزا کا عظیم الشان ہرم ہے۔

اہرام مصر ہیں کیا؟ اور یہ کیسے وجود میں آئے؟ ان سوالوں کے درست جوابات کی جستجو ابھی تک جاری ہے لیکن کچھ معاملات پر سب ماہرین کا اتفاق رائے پیدا ہو چکا ہے، ان میں ایک بات یہ ہے کہ یہ اہرام مصر حقیقت میں فراعین مصر اور شاہی خاندان سے تعلق رکھنے والے اہم افراد کا مدفن ہیں۔ مخروطی شکل کے یہ مقبرے جو اہرام مصر کے نام سے دنیا میں مشہور ہیں، ان اہرام مصر کے بارے میں کہا جاتا ہے

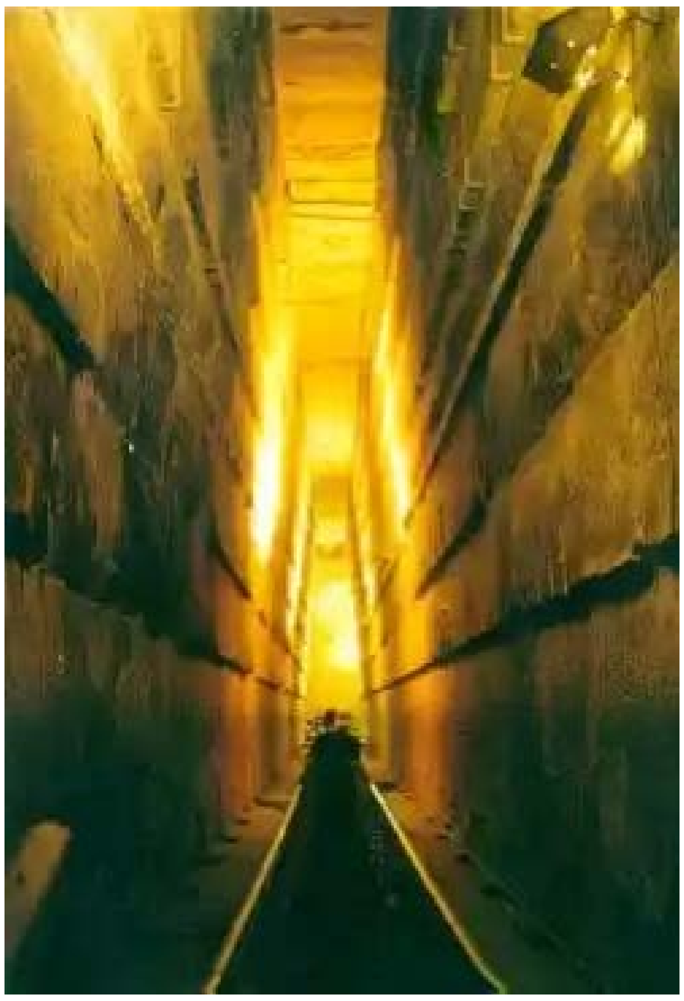

اہرام کے اندر گیلری کا منظر

کہ یہ وہ یادگاریں ہیں جن میں بادشاہوں کی نعشوں کو محفوظ کر کے رکھا جاتا تھا اور ان کے ساتھ ان کے ہتھیار، قیمتی زیورات وغیرہ بھی محفوظ کر دیئے جاتے تھے۔ اس وقت قاہرہ کے نواحی علاقہ غزہ میں وہ پیرامیڈز (اہرام) موجود ہیں اور ان میں مشہور اہرام سرخ ہرم اور خوفو ہرم شامل ہیں۔ جو دنیا کے عجائبات میں شامل ہیں۔ ان میں سب سے بڑا اور عجائبات کا جو بے تاج بادشاہ خوفو ہرم ہے۔ خوفو ہرم کی موجودہ بلندی 455 فٹ ہے، کبھی اس کی بلندی 481 فٹ تھی، اور یہ 13 ایکڑ تک کے رقبہ میں پھیلا ہوا ہے۔ خوفو ہرم کا وزن اندازا 5.9 ملین ٹن بتایا جاتا ہے، اور یہ 20 سال کے عرصہ میں تعمیر ہوا تھا، ایک اندازے کے مطابق 800 ٹن پتھر روز لگایا جاتا تھا، 2.3 ملین بلاکس پتھر اس میں لگائے گئے تھے۔ یہ جن بڑے بڑے پتھروں یا بلاکس سے بنایا گیا ہے ان میں ہر ایک کا وزن 25 ٹن سے کہیں زیادہ ہے۔ چند سال قبل شائع ہونے والی تحقیقی رپورٹ میں بتایا گیا تھا کہ اہرام کی تعمیر میں استعمال ہونے والا پتھر مقام تعمیر سے 8 کلو میٹر دور کہیں نکالا جاتا تھا اور ان بھاری چونے کے پتھروں سے پھر وہاں لایا جاتا تھا اور یہ اہرام انتہائی عجیب و غریب قسم کی تعمیرات میں شامل ہوتے ہیں جن میں ٹنوں وزن والے پتھر استعمال ہوئے ہیں اور آج انسانی عقل حیران ہے کہ ہزاروں سال پہلے کیسے ان پتھروں کو دور سے لا کر اتنی اونچائی تک پہنچایا گیا؟ اس سوال کا کسی حد تک جواب 2017ء میں اس وقت دنیا کو سننے اور پڑھنے کو ملا جب ان اہرام مصر کی تعمیر کے بارے میں نئی تحقیق سامنے آئی تھی۔ اس نئی تحقیق کے مطابق سائنس دانوں کو کچھ نئی قدیم اشیاء دریافت ہوئی ہیں جن پر تحقیق کرنے کے

بعدنت نئے انکشافات ہوئے ہیں۔ جن سے ان اہراموں کی تعمیر بارے پہلی بار نئی باتیں سامنے آئی ہیں۔ نئی دریافتوں اور تحقیقات کے مطابق اس دور میں مصری شہریوں نے خاص قسم کی کشتیاں تیار کی تھیں جن کے ذریعے سے ان بھاری بھرکم پتھروں کو ڈھویا جاتا تھا اور دور سے تعمیر کے مقام پر لایا جاتا تھا۔ برطانیہ کے چینل فور پر دکھائی جانے والی ایک ڈاکومنٹری جو اہرام مصر پر بنائی گئی تھی کے مطابق ’’آثار قدیمہ کے ماہرین نے چار سال قبل پاپیرس کا مخطوطہ، ایک کشتی کا ڈھانچہ، اور پانی کی گزرگاہ دریافت کی تھی جو اہرام مصر کے پاس تھی جس سے یہ گتھی سلجھنے میں مدد ملی کہ مصریوں نے کیسے یہ اہرام تعمیر کئے تھے اور بھاری بھرکم پتھر کیسے میلوں دور سے وہاں تک لائے گئے تھے۔ آثار قدیمہ کے ایک ماہر پیئر ٹیل جنھوں نے اس دریافت شدہ مخطوطے کی حقیقت جاننے کے لئے چار سال اس پر تحقیق کی تھی، بی بی سی کو ایک انٹرویو میں بتایا کہ ’’یہ مخطوطہ غالباً دنیا کا سب سے پرانا مخطوطہ ہے اور اس کے لکھنے والے کا نام میریر تھا اور وہ 40 ملاحوں کے گروہ کا سربراہ تھا جس کا کام دریائے نیل کے ساتھ بنائی گئی پانی کی گزرگاہوں سے پتھر ڈھونڈ کر لانا تھا۔ 30 سال سے ایسی کھدائی کرنے والے ایک ماہر مارک لہنر کا کہنا ہے کہ ہم نے اس نئی تحقیق سے علاقے اور گزرگاہ کی نشاندہی کر لی ہے جہاں سے پتھر غزہ کے میدان میں لائے جاتے تھے، یہ امر قابل ذکر ہے کہ اہرام مصر کی تعمیر کے لئے بیس سالوں میں بیس لاکھ سے زائد بھاری بھرکم پتھروں کو غزہ (گیزا) کے میدان میں لایا گیا تھا۔

(بی بی سی اردو نیوز 26 ستمبر 2017)

چند سال قبل بھی جدید اور نئی تحقیق کے بعد ’’خوفو ہرم‘‘ کے بارے میں نئے انکشافات سامنے آئے تھے اور اخبارات کی زینت بنے تھے۔ ان خبروں کے مطابق ماہرین نے ’’خوفو ہرم‘‘ کے اندر ایک خلاء کو دریافت کیا ہے جو تیس میٹر لمبا ہے اور اس کو اس دور میں راہداری کے طور پر استعمال کیا جاتا تھا۔ سائنسدانوں کے مطابق یہ خالی جگہ ہرم کی گراؤنڈ گیلری کے اوپر واقع ہے اور مزید معلومات کے لئے ریڈیوگرافی کی مدد سے ہرم کے پتھروں پر تحقیق کی جارہی ہے، سائنس دانوں کے مطابق انیسویں صدی کے بعد پہلی بار اس طرح کی نئی بات سامنے آئی ہے، اس تحقیق میں یہ بھی پتہ لگا تھا کہ بادشاہ کا چیمبر کہاں تھا اور ملکہ کس جگہ بیٹھا کرتی تھی۔ اہرام کی تعمیر کے سربستہ رازوں سے پردہ اٹھانے کے لئے دنیا کی بڑی بڑی یونیورسٹیوں میں تحقیق ہو رہی ہیں لیکن یہ بات کسی وثوق سے نہیں کہی جاسکتی کہ ان اہراموں کی تعمیر کے بارے میں صدیوں سے چھپے رازوں سے پردہ کب اٹھے گا۔

بقیہ: دربارِ خلافت...... از صفحہ 2

جس کی عدم موجودگی کی وجہ سے، جس کے مسلمانوں میں قائم نہ ہونے کی وجہ سے مسلمانوں کا شیرازہ بکھرا ہوا ہے، تفرقہ پڑا ہوا ہے اور وہ آپس میں بکھرے ہوئے ہیں۔ باوجود اس کے کہ مسلمانوں کے پاس حکومتیں بھی ہیں، تیل کی دولت بھی ہے، دوسرے قدرتی وسائل بھی ہیں لیکن غیروں نے ان کو اپنا زیرنگیں کیا ہوا ہے۔ ہر ملک کا دوسرے ملک کے خلاف ایسا رویہ ہوتا ہے کہ جس طرح دو دشمنوں کا ہے، رنجشیں ہیں، مسلمان ملکوں میں آپس میں رنجشیں بڑھتی چلی جارہی ہیں، ہر فرقہ دوسرے فرقے کی گردنیں مارنے پر ہر وقت تیار بیٹھا ہے، ایک دوسرے کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں، علماء مسلمانوں کی غلط رہنمائی کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اسلام میں اتنی خوبصورت تعلیم دی ہوئی ہے لیکن اسکے باوجود مسلمانوں کی یہ حالت کیوں بنی ہوئی ہے؟ صرف اسلئے کہ آنے والے مسیح و مہدی کے انکاری ہیں۔ پس ایک احمدی کو اللہ تعالیٰ کے اس انعام پر شکر گزار ہونا چاہئے کہ آج دنیا میں ایک احمدی کی پہچان مختلف رنگ میں ہے۔ احمدی جہاں بھی، جب بھی شرفاء میں تعارف حاصل کرتا ہے اور اسلام کی تعلیم کے صحیح پہلو سامنے رکھتا ہے تو ہر جگہ اس کی عزت کی جاتی ہے۔ پس اس عزت اور اللہ تعالیٰ کے اس انعام پر احمدی کو شکر گزار ہونا چاہئے اور یہ شکر گزاری اللہ تعالیٰ کے فضل سے پھر مزید نیکیوں کی توفیق بھی دیتی ہے اور نیک اعمال پھر اللہ تعالیٰ کے قرب کے معیار مزید بڑھانے میں مدد دیتے ہیں اور اس طرح ایک سچے احمدی کا محور صرف اور صرف خدا تعالیٰ کی ذات رہ جاتا ہے جو انسان کی پیدائش کا مقصد ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر احمدی کو نیک اعمال بجالانے اور شکر گزاری کی توفیق عطا فرمائے۔

پھر دوسری دعا جو میں نے لی ہے یہ اولاد کے بارے میں ہے۔ ہر مرد عورت کی جب شادی ہوتی ہے تو اس کی خواہش ہوتی ہے کہ ان کے اولاد ہو۔ اگر شادی کو کچھ عرصہ گزر جائے اور اولاد نہ ہو تو بڑی پریشانی کا اظہار ہو رہا ہوتا ہے۔ مجھے بھی احمدیوں کے کئی خط روزانہ آتے ہیں جن میں اس پریشانی کا اظہار ہوتا ہے، دعا کے لئے کہتے ہیں۔ لیکن ایک احمدی کو ہمیشہ یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ اولاد کی خواہش ہمیشہ اس دعا کے ساتھ کرنی چاہئے کہ نیک صالح اولاد ہو جو دین کی خدمت کرنے والی ہو اور اعمال صالحہ بجالانے والی ہو۔ اس کے لئے سب سے ضروری بات والدین کے لئے یہ ہے کہ وہ خود بھی اولاد کے لئے دعا کریں اور اپنی حالت پر بھی غور کریں۔ بعض ایسے ہیں جب دعا کے لئے کہیں اور ان سے سوال کرو کہ کیا نمازوں کی طرف تمہاری توجہ ہوئی ہے، دعائیں کرتے ہو؟ تو پتہ چلتا ہے کہ جس طرح توجہ ہونی چاہئے اس طرح نہیں ہے۔ مَیں اس طرف بھی کئی دفعہ توجہ دلا چکا ہوں کہ اولاد کی خواہش سے پہلے اور اگر اولاد ہے تو اس کی تربیت کے لئے اپنی حالت پر بھی غور کرنا چاہئے تا کہ اللہ تعالیٰ جب اولاد سے نوازے یا جو اولاد موجود ہے وہ نیکیوں پر قدم مارنے والی ہو اور قرۃ العین ہو۔

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے ایک دعا حضرت زکریاؑ کے حوالے سے ہمیں سکھائی ہے کہ رَبِّ هَبْ لِيْ مِنْ لَّدُنْكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً اِنَّكَ سَمِيْعُ الدُّعَآءِ (آل عمران:39) کہ اے میرے رب مجھے اپنی جناب سے پاکیزہ ذریّت عطا کر یقیناً تو بہت دعا سننے والا ہے۔ ایسی پاک نسل عطا کر جو تیری رضا کی راہوں پر چلنے والی ہو۔ اور جب انسان یہ دعا کر رہا ہو تو خود اپنی حالت پہ بھی غور کر رہا ہوتا ہے کہ کیا میں ان سارے حکموں پر عمل کر رہا ہوں جو اللہ تعالیٰ نے مجھے دیئے ہیں؟

پھر ایک جگہ حضرت ابراہیمؑ کی اس دعا کا ذکر ہے، فرمایا رَبِّ هَبْ لِيْ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ (الصّٰفّٰت:101) اے میرے رب مجھے صالحین میں سے وارث عطا کر، مجھے نیک صالح اولاد عطا فرما۔ پس جو والدین اولاد کے خواہش مند ہوں انہیں نیک اولاد کی خواہش کرنی چاہئے اور پھر اولاد کی تربیت بھی اس کے مطابق ہو اور جیسا کہ میں نے کہا اولاد کی تربیت کے لئے سب سے پہلے اپنے نمونے قائم کرنے چاہئیں۔ واقفین نو بچوں کے جو والدین ہیں انہیں خاص طور پر اس طرف توجہ دینی چاہئے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جو دعا کی تھی اور اللہ تعالیٰ نے جس انعام سے نوازا تھا اس نے تو قربانی کا بھی اعلیٰ معیار قائم کر دیا۔ پس جو والدین اپنے بچوں کو وقف نو میں شامل کرتے ہیں انہیں خصوصاً اور دوسروں کو بھی، عام طور پر ہر احمدی کو دعا کرتے رہنا چاہئے تا کہ اللہ تعالیٰ ان کی دعا قبول کرتے ہوئے انہیں ایسی اولاد سے نوازے جو حقیقت میں دین کی خادم بننے والی ہو، جو حقیقت میں اللہ تعالیٰ کی رضا کی راہوں کو تلاش کرنے والی ہو اور صالحین میں شمار ہو۔

اولاد کی اصلاح کے ضمن میں ایک اور قرآنی دعا اَصْلِحْ لِيْ فِيْ ذُرِّيَّتِيْ (الاحقاف:16) کہ میرے بچوں کی بھی اصلاح فرما، کی طرف توجہ دلاتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ ’’اپنی حالت کی پاک تبدیلی اور دعاؤں کے ساتھ ساتھ اپنی اولاد اور بیوی کے واسطے بھی دعا کرتے رہنا چاہئے کیونکہ اکثر فتنے اولاد کی وجہ سے انسان پر پڑ جاتے ہیں اور اکثر بیوی کی وجہ سے...... ان کی وجہ سے بھی اکثر انسان پر مصائب شدائد آجایا کرتے ہیں‘‘ بڑی سخت مصیبتیں آجایا کرتی ہیں تو اولاد کے لئے بہت دعا کرنی چاہئے۔ فرمایا ’’تو ان کی اصلاح کی طرف بھی پوری توجہ کرنی چاہئے اور ان کے واسطے بھی دعائیں کرتے رہنا چاہئے۔‘‘

(الحکم جلد 12 نمبر 16 مورخہ 2/ مارچ 1908ء صفحہ 6، ملفوظات جلد پنجم صفحہ 456 جدید ایڈیشن مطبوعہ ربوہ) (خطبہ جمعہ 13/ اکتوبر 2006ء)

DAILY LONDON
ALFAZL
ONLINE

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION | Download on the App Store | Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء
درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

از فہیم احمد خادم نمائندہ روزنامہ الفضل لندن آن لائن (گھانا)

رپورٹ عربی کیمپ

جامعۃ المبشرین گھانا

خدا تعالیٰ کے فضل و احسان سے جامعۃ المبشرین گھانا میں نئے چار سالہ کورس کا آغاز ہو چکا ہے ۔ نئے چار سالہ کورس کے ابتدائی دو سالوں کی نصابی سرگرمیوں میں طلباء کو انگریزی، اردو اور عربی زبانوں میں مہارت حاصل کرنے کی طرف زیادہ توجہ دی جارہی ہے اسی سلسلہ میں رواں سال پہلی مرتبہ 5 جنوری تا 28 جنوری تک درجہ اولیٰ کے لیے عربی کیمپ کا انعقاد عمل میں لایا گیا جسکا مقصد طلباء کو عربی زبان سے متعارف کروانا تھا تا کہ وہ دوران تعلیم بھی بہترین طور پر اسلامی علوم سے خود کو بہرہ ور کرسکیں اور میدان عمل میں بھی انہیں عربی تقریر و تحریر میں کسی قسم کی دقت پیش نہ آئے۔

عربی کیمپ سے متوقع نتائج کے حصول کے لیے چھ رکنی کمیٹی تشکیل دی گئی جسکے شاملین میں مکرم مولوی مبشر حسین صاحب (چیئرمین)، مکرم الحسن احمد صاحب مکرم مولوی طاہر احمد ظفر صاحب، مکرم مولوی رضوان احمد کوثر صاحب، مکرم مولوی مبشر اقبال صاحب اور مکرم مولوی نواز احمد صاحب تھے۔

کیمپ کے انعقاد کے لیے مختلف شعبہ جات قائم کیے گئے جن کی نگرانی کمیٹی ممبرز کے سپرد کی گئی۔ ان شعبہ جات میں نظامت علیا، خوراک، آڈیو ویڈیو، دروس و تقاریر، کھیل، مہمان نوازی، علمی و ورزشی مقابلہ جات، معاون خصوصی، اور انعامات کا شعبہ شامل تھے۔

عربی کیمپ کی نمایاں سرگرمیوں میں صبح ساڑھے سات بجے سے ڈیڑھ بجے تک تدریس تھی جس دوران طلباء کو عربی زبان میں گفتگو کے آداب اور قواعد سے آگاہی دلائی گئی۔ تدریسی اوقات کے دوران ایک پیریڈ صرف ونحو کی تعلیم کے لیے مختص رہا اور روزمرہ مستعمل عربی زبان سے واقفیت کے لیے طلباء کو عربی زبان میں موویز بھی دکھائی گئیں اور رات کو لقاء مع العرب بھی دکھایا جاتا رہا۔

طلباء چھوٹی چھوٹی عربی کتب کا مطالعہ کرتے رہے اور ان کی مدد کے لئے انہیں عربی ڈکشنری استعمال کرنے کا طریق بھی سمجھایا گیا۔ طلباء سے عربی زبان میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں دعائیہ خطوط بھی لکھوائے گئے۔

روزانہ کی بنیاد پر بعد نماز عصر طلباء کھیل میں شامل ہوتے اور اختتامی دنوں میں طلباء کو دو گروپس ناصر اور طاہر میں تقسیم کر کے ورزشی مقابلہ جات بھی کروائے گئے۔

اسی طرح روزانہ کی بنیاد پر رات کے کھانے پر مدعو مہمان کے ساتھ طلباء کا عربی زبان میں مجلس سوال و جواب کا بھی انعقاد کیا جاتا رہا جس سے طلباء کو روانی سے عربی بول چال کا موقعہ میسر آیا۔

باری کی بنیاد پر طلباء اسمبلی کے دوران حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ کے خطابات میں سے منتخب حصوں کا عربی میں ترجمہ بھی پڑھ کر سناتے رہے۔ اور نماز عصر کے بعد عربی زبان میں درس کا سلسلہ بھی جاری کیا گیا۔ کیمپ کے دوران آنے والے جمعہ کے دن طلباء عربی زبان میں خطبہ بھی دیتے رہے۔

مؤرخہ 30 جنوری بروز ہفتہ عربی کیمپ کی اختتامی تقریب عمل میں لائی گئی جس کی صدارت خاکسار نے بطور پرنسپل جامعۃ المبشرین کی۔ اس تقریب کے دوران کیمپ کی سرگرمیوں پر رپورٹ پیش کی گئی اور علمی و ورزشی مقابلہ جات میں نمایاں کامیابی حاصل کرنے والے طلباء میں انعامات بھی تقسیم کئے گئے۔ اس تقریب میں جامعۃ المبشرین کے تمام اساتذہ اور طلباء شامل ہوئے۔

یہ کیمپ اللہ کے فضل سے ایک نیا اور کامیاب تجربہ تھا جو بے حد مفید رہا۔ تقریب کے آخر میں خاکسار نے جملہ اساتذہ اور طلباء کا شکریہ ادا کیا اور طلباء کو اس زبان کی اپنے طور پر بولنے کی مشق کی طرف توجہ دلائی۔ خاکسار نے بالخصوص مکرم الحسن صاحب عربی استاذ کا شکریہ ادا کیا جنہوں نے اس کیمپ کے لئے بے حد محنت کی۔ آخر پر خاکسار نے اختتامی دعا کروائی۔ اس موقعہ پر خصوصی ظہرانے کا بھی انتظام کی گیا تھا۔

خدا تعالیٰ اپنے فضل سے تمام اساتذہ کو بہترین جزاء دے اور انہیں طلباء کی بہترین ذہنی، روحانی اور جسمانی نشوونما کی توفیق دے اور طلباء کو نورِ دین سے منور کرے۔ آمین

طلوع وغروب آفتاب

09مارچ2021ء	طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ	05:19	18:28
مدینہ منورہ	05:19	18:28
قادیان	05:25	18:32
ربوہ	05:05	18:12
اسلام آباد ٹلفورڈ	05:00	17:58